عہد رسالت کے وفود سے مستنبط سفارتی ضابطہ اخلاق: ایک تحقیقی جائزہ

The diplomatic ethics from the delagations in prophetic era: a research overview

ڈاکٹر ثمینہ بیگم[i] حافظ محمد ابراہیم[ii]

Abstract

Islam is the last and latest revealed religion which is for all times and for all places till the Day of Judgment. So it has the adjustability to every kind of complex circumstances. Beside the Holy Quran, the life of the Holy Prophet Muhammad (PBUH) explains every aspect of life. Because the Prophet(PBUH) not only focused on religious activities rather provided guidelines for every occasion and condition related to every person of society.

The prophet Muhammad (PBUH) provided guidelines for governing a state and relations of states with each others. Currently it is felt necessary to study these guidelines from the holy life of the prophet (PBUH) which shows us how to govern a state and how to treat the subjects, governors, as well as foreigners.

This article focuses on the treatment of foreign delegations to the holy prophet (PBUH) which came for different issues. Many foreign delegations came to the Holy Prophet Muhammad (PBUH) after the Conquest of Makkah i.e. in 9th AH, which is called a'am-ul-wufood (the year of delegations). This will be a charter/guideline for a Muslim State how to treat foreign delegations.

Key Words: *Prophet Muhammad (PBUH), Foreign delegations, A'am-ul-wufood, charter for a Muslim State*

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو آخری الہامی مذہب کی حیثیت سے بھیجا۔یہی وجہ ہے کہ اس کے احکامات میں ایسی لچک رکھی ہے کہ ہر زمانے میں ان سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔قرآن کریم کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ دینی ودنیوی دونوں پہلوؤں سے ہر زمانے میں رہنمائی کے لئے واضح ہدایات لئے ہوئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی رہنمائی میں

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی پشاور

ii پی ایچ۔ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

محض دینی امور کو پیش نظر نہیں رکھا، بلکہ زندگی کے ہر موقع اور حالت کے لئے اصول وضع فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض امور میں تو امت کے لئے بالکل واضح رہنمائی ملتی ہے، جب کہ بعض میں تتبع سے ان کے وضع کردہ اصول و ہدایات سامنے لائے جا سکتے ہیں۔ ان امور میں بعض نظام سلطنت چلانے سے تعلق رکھتے ہیں، جن میں باہر دنیا سے تعلقات اور ان سے روابط کے حوالے سے امور انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس پہلو سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی وضع کردہ اصولوں کو سامنے لایا جائے۔ زیرِ نظر تحقیق بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس آرٹیکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے غیر ملکی وفود کے متعلق روایات و واقعات کو سامنے رکھ کر ان سے موجودہ دور میں ایک اسلامی ریاست میں غیر ملکی وفود کے لئے ایک چارٹر ترتیب دینے کی کوشش کی جائے گی۔ آرٹیکل کی ابتداء میں وفود کی لغوی واصطلاحی تحقیق اور وفود النبی کا پس منظر بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان واقعات و روایات سے غیر ملکی وفود سے متعلق اصول کا تذکرہ کیا جائے گا۔

وفود النبی ﷺ کا پس منظر

فتح مکہ کے بعد عرب قوم کو اسلام کی حقانیت کا بخوبی علم ہو چکا تھا، اُن کے زعم میں خانہ کعبہ کو کوئی باطل عقیدے کا حامل فتح نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ ابھی ابھی واقعۂ فیل اُن کی نگاہوں کے سامنے رونما ہو چکا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اسلام کی حقانیت اُن پر خوب واضح ہو گئی۔ اس کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا [1]

"جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی)۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو، بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔"

اسی سلسلے میں کئی وفود آپ ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے یا اسلامی احکامات سیکھنے کے لیے حاضر ہوئے، خاص طور پر نو(۹) ہجری کو کثیر تعداد میں لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ مؤرخین نے اس سال کو "عام الوفود" کے نام سے یاد کیا ہے[2]۔

لفظِ وفد کی تحقیق

وفد جمع ہے اس کا واحد وافد ہے بمعنی وارد جیسے صحب جمع ہے صاحب کا۔ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے معزز مہمانوں کو وفد کہا جاتا ہے۔ عرب کہتے ہیں:

"وفد فلان علی الامیر أی ورد علیه "فلاں (شخص) بادشاہ کے پاس آیا۔"

پھر وفد کا جمع الجمع اوفاد اور وفود ہے[3]۔ یا یہ جمع نہیں ہے بلکہ اسمِ جمع ہے اور وفود، وافد کا جمع ہے[4]۔ قرآن کریم میں بھی یہ کلمہ مستعمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوۡمَ نَحۡشُرُ ٱلۡمُتَّقِينَ إِلَى ٱلرَّحۡمَٰنِ وَفۡدٗا[5]

"جس روز ہم پرہیزگاروں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔"

یعنی اونٹیوں پر سوار ہو کر معزز مہمان بن کر آئیں گے[6]۔

احادیث مبارکہ میں بھی یہ کلمہ بہت سے مقامات پر مستعمل ہے جیسے:

وفد الله ثلاثة: الغازي، والحاج، والمعتمر[7]

"اللہ تعالیٰ کا وفد تین (اشخاص یا اجناس) ہیں: غازی (مجاہد)، حاجی اور معتمر (عمرہ کرنے والا)۔"

سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں کسی بھی باہر سے آنے والے وفد کے ساتھ کیسا معاملہ برتنا چاہیے؟ اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ہمیں درج ذیل ہدایات ملتی ہیں۔

1. عزت و تکریم

نبی کریم ﷺ کے دربار میں یہود و نصاریٰ، منافقین اور مشرکین ہر قسم کے لوگ حاضر ہوتے تھے۔ آپ ﷺ اُن کی انتہائی عزت و تکریم فرماتے۔ اُن کے استقبال کے لیے خود بھی آگے بڑھتے اور کبھی مسلمانوں کو بھی استقبال کے لیے آگے لاتے۔ بلکہ بعض صحابہ کرامؓ جیسے خالد بن سعید بن العاصؓ[8] کو وفود کے استقبال کے لیے متعین کیا تھا[9]۔ مثلاً آپ ﷺ نے وفد جیشان کی آمد پر مسلمانوں کو اُن کے استقبال کا حکم دیا تھا تو اُنہوں نے امتثالِ امر میں پیش آمدہ وفد کی عزت و تکریم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

2. ملاقات کی تیاری کا بطور خاص اہتمام

آپ ﷺ نے وفود کے ساتھ ملنے کے لیے مسجد نبوی میں ایک خاص گنبد بنایا تھا جہاں پر آپ

وفود کا استقبال کیا کرتے تھے اور سیدنا خالدؓ بن سعید بن العاص کو اُن کے استقبال کے لیے بطور خاص مقرر فرمایا تھا۔ آپؓ باقاعدہ اُن مہمانوں کو receive کرتے اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اُن کے لیے اجازت طلب کر کے اُن کے ملاقات کا انتظام کرتے[10]۔ آپ ﷺ جب وفود سے ملتے تو عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور اپنے اصحاب سے بھی اس کی تلقین کرتے[11]۔ وفد کندہ سے ساتھ ملنے کے لیے آپ ﷺ، سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ نے یمنی لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ جب کسی وفد کے ساتھ ملتے تو مسجد نبوی میں مٹی کا ایک چبوترہ تعمیر کیا تھا اُسی پر تشریف فرما ہوتے تھے[12]۔

3. حاجت براری اور تعاون و ہمدردی

نبی کریم ﷺ کی دربار اقدس میں جتنے بھی وفود آئے ہیں سب کے ساتھ آپ ﷺ نے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کی اور اُن کی اور اُن کے اہل و عیال کی خیریت دریافت فرمائی۔ اُن کے لیے دعائیں فرمائی۔ بنو فزارہ کے کچھ دس کے قریب لوگ وفد کی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت میں قحط سالی کی شکایت لے کر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اُن کی قحط سالی دور ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جو قبول ہوئی اور اُنہیں وافر مقدار میں پانی ملا[13]۔ اسی طرح آنے والے تمام وفود کے ساتھ ہمیشہ نرم اور شیریں لہجے میں تکلّم فرمایا ہے۔ اسی طرح وفد تغلب میں مسلمانوں کے ساتھ کچھ عیسائی بھی آئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایا دیں اور عیسائیوں کے ساتھ جزیے پر مصالحت ہوئی۔

4. عمدہ اقامت گاہ کا انتظام

آپ ﷺ نے آنے والے وفود کا اُن کے شایان شان احترام روا رکھا۔ اور انہیں مناسب اقامت گاہوں میں ٹھہرایا۔ اسی مقصد کے لیے بعض گھروں کو متعین بھی کر دیا تھا۔ جیسے:

دار رملہ بنت النجاریہ کا گھر: یہ ایک وسیع رقبے پر مشتمل تھا اور اس میں کھجور کے باغ بھی لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے وفد محارب کو اس جگہ ٹھہرایا[14]۔

مغیرہ بن شعبہ کا گھر: آپ ﷺ نے بنی ثقیف کے کچھ لوگ وہاں ٹھہرایے۔

ابو ایوب انصاریؓ کا گھر: آپ ﷺ نے نجران کے وفد کو اس گھر میں اقامت پذیر کیا۔

یزید بن ابو سفیان کا گھر: آپ ﷺ نے وفد ہمدان کو یہاں اقامت دی۔

دار بلال: یہاں پر میں وفد ایلہ کے قیام کا انتظام فرمایا تھا[15]۔

5. وفود کی ضیافت کا اہتمام

آپ ﷺ پیش آمدہ وفود کی ضیافت کا بھرپور اہتمام فرماتے تھے۔آپ ﷺ نے وفد بنی حنیفہ کو دار رملہ میں ٹھہرا کر روٹی کے ساتھ گوشت، دودھ اور روغن کے ساتھ ضیافت کی[16]۔

ہدایا اور عطایا سے نوازنا

رسول اللہ ﷺ نے آنے والے وفود میں سے بعض کو تحائف بھی دی ہیں۔اس سے دو طرفہ تعلقات مزید بہتری کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے وفد مزینہ اور بنی غیلان کو ہدایا اور انعامات و اکرامات سے نوازا۔ آپ ﷺ نے وفات سے قبل تین وصیتوں میں سے ایک وصیت وفود کو ہدایا اور تحائف دینے کا بھی فرمایا تھا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے وفات سے قبل تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ارشاد ہے:

أخرجوا المشركين من جزيرة العرب، وأجيزوا الوفد بنحو ما كنت أجيزهم» ، ونسيت الثالثة[17]

" مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالو، اور جس طرح میں وفود کو عطیہ دیا کرتا تھا تم بھی اسی طرح دیا کرو اور تیسری بات میں بھول گیا۔"

6. اچھے ناموں سے مخاطب کرنا

اسلامی تعلیمات میں تو ویسے بھی غلط نام سے کسی کو مخاطب کرنے کی شدید ممانعت آئی ہے لیکن اگر کسی کا نام بھی مزاج اسلام کے موافق نہ پایا تو آپ ﷺ نے اُس نام کی جگہ اس سے بہتر نام سے اُس کو پکارا اور یہ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ میں سے بھی ہے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں وفد جہینہ میں سے کچھ لوگ آئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو جگہ دی، اُنہیں ٹھکانہ دیا اور انعامات و اکرامات سے نوازنے کے بعد استفسار کیا: تم کون ہو؟ تو اُنہوں نے جواباً کہا: ہم بنو غیان ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اُن کی تصحیح کر کے ارشاد فرمایا:

بل انتم بنو رشدان

"بلکہ تم بنو رشدان (ہدایت والے) ہو[18]۔"

7. قیدیوں کی رہائی

آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ میں یہ بھی ہے کہ باہر سے آنے والے وفود کے سب ممکن مطالبات تسلیم کرتے اگر موافق حکمت ہوتے۔اُن کی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور اگر رہائی تک نوبت آتی تو قیدیوں کو رہا کرنے سے بھی دریغ نہیں فرماتے۔بنو تمیم کا ایک وفد اپنے قیدیوں کی رہائی کے سلسلے میں جو مسلمانوں کے ساتھ مختلف جنگوں میں ہاتھ لگے تھے دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے اُن کی بھرپور ضیافت کی، انہیں ہدایا اور تحائف دیئے اور اُن کے قیدیوں کو رہا کر کے اُن سب کو عزت سے رخصت کرادیا۔

8. حلم وبرداشت اور عفوودرگذر

بعض اوقات ایسے وفود بھی دربار رسالت میں وارد ہوئے ہیں جو اپنی جہالت کی بنا پر شان رسالت اور اس کی عظمت سے بے خبر اور دربار رسالت کے آداب اور قواعد سے ناواقف ہوتے تھے۔بنو تمیم کا وفد جب دربار رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو باہر سے آواز دی:

اخرج الینا یا محمد

"اے محمد (ﷺ) باہر آیئے۔"

اس وقت آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے۔یہ بے تہذیبی اور بے عقلی کی بات تھی۔جس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون[19]

"جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔"

دوسرا کام انہوں نے یہ کیا کہ چونکہ عربی فخر وغرور کا نشہ سر میں باقی تھا اس لیے شان رسالت میں کہنے لگے کہ ہم یہاں تم سے مفاخرہ کرنے آئے ہیں اور پھر اپنے خطیب عطارد بن حاجب کو پیش کیا اس نے اپنے قوم کے مفاخر پر ایک زوردار تقریر کی، آپ ﷺ نے ثابت بن قیس کو اس کا جواب دینے کا اشارہ کیا۔پھر اشعار کی باری میں انہوں نے اپنے شاعر زبرقان بن بدر کو پیش کیا، آپ ﷺ نے شاعر اسلام سیدنا حسان بن ثابت کو جواب دینے کے لیے پیش کیا[20]۔

الغرض دربارِ رسالت کی تقدس کے پیشِ نظر ایسی باتوں کا ممنوع ہونا ظاہر ہے اور ایسے رویوں سے پیشانی میں شکن پڑ جاتے ہیں لیکن آپ ﷺ حلم و برداشت کے پہاڑ تھے۔آپ ﷺ نے سب کچھ برداشت کیا اور اُنہیں کچھ بھی نہیں کہا۔ بعدازاں سب نے اسلام قبول کیا۔

9. خصوصی التفات

آپ ﷺ تمام پیش آمدہ وفود کی طرف خصوصی التفات فرماتے۔ جو بھی وفد بارگاہِ رسالت میں وارد ہوتا پہلے اُن کو سنتے، اُن کے آنے کا مقصد دریافت فرماتے، اُن کے سوالات سنتے، اُن کے بارے میں اچھی طرح جاننے کے بعد یا بذات خود جواب عنایت فرماتے یا کسی صحابی کو جواب دینے کا حکم دیتے۔ اُن کو اسلام کی دعوت دیتے اور اُن سے جزیہ بھی قبول کرتے۔ مثلاً ضمام بن ثعلبہ کو آپ ﷺ نے بنفس نفیس جوابات عنایت فرمائے تھے اور وفد تمیم کے خطیب کا جواب ثابت بن شماس کے ذمے سونپ دیا[21]۔

10. سہولت پسندی اور احکام و نصائح

آپ ﷺ پیش آمدہ وفود کے مشکلات و مصائب کا آسان ترین حل نکالنے کی ممکن کوشش فرماتے اور اُن کی دنیوی و اخروی فلاح کے لیے نصیحت آموز کلمات ارشاد فرماتے۔ آپ ﷺ نے وفد عبد القیس کی کفار مضر کی دشمنی کے باعث نہ آسکنے کی مشکل کو آسان فرما کر ان پر خواہ مخواہ حاضری کو لازم نہیں کیا اور ان کے استفسار پر انہیں کچھ وصایا ارشاد فرمائے[22]۔

11. امن و سلامتی

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یمامہ کے مسیلمۃ الکذاب کی طرف سے کچھ لوگ قاصد بن کر آئے۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا۔ تم لوگ بھی وہی بات کرتے ہو جو وہ (مسیلمۃ الکذاب) کہتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

أما والله لولا أن الرسل لا تقتل لضربت أعناقكما[23]

"خبردار، اللہ کی قسم اگر (یہ قانون نہ ہوتا کہ) قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تم دونوں کی گردنیں مار دیتا۔"

علامہ طحاویؒ نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب ہم نے ان جیسے آثار میں تامل کیا تو ہمیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہوئی کہ وفود کو قتل نہیں کیا جائے گا[24]۔

12. مذہبی آزادی

آپ ﷺ نے غیر مسلم وفود کے ساتھ رواداری اور تحمل کا مظاہرہ فرمایا ہے اور اُن کو مذہبی آزادی دی ہے۔ چنانچہ جب وفد نجران بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو وہ مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھنے لگے۔ لوگوں نے منع کرنا چاہا جس پر آپ ﷺ نے اُن سے کہا: خبردار! انہیں مت ٹوکو۔ چنانچہ انہوں نے مشرق کی طرف رُخ کیا اور اپنی مخصوص عبادت کی[25]۔

13. مذہبی رواداری اور برداشت

نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات سے امت کو رواداری اور برداشت کا درس دیا۔ درگاہ اقدس پر حاضر ہونے والے وفود میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور برداشت آپ ﷺ کا طرۂ امتیاز تھا۔ وفد تغلب میں مسلمانوں کے ساتھ کچھ عیسائی بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے گلے میں سونے کے صلیب لٹکائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سب سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور اُنہیں کچھ بھی نہیں کہا[26]۔

نتائج

اسلام محض عبادات تک محدود دین نہیں، بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی کو شامل ایک مکمل دین ہے۔ رسول اللہ ﷺ دیگر اعلیٰ صفات کے حامل ہونے کے ساتھ ایک بہترین حکمران، منتظم اور بین الاقوامی امور کے ماہر بھی تھے۔ اسلام ہمیں دنیا کے دیگر ممالک سے بہترین اور برابری کی بنیاد پر تعلقات کا درس دیتا ہے چاہے وہ غیر مسلم ہو۔ اسلام امن و رواداری کا قائل ہے اور ہر مذہب وعقیدے کے حامل افراد کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جس انداز سے وفود کے ساتھ پیش آئے، وہ مسلم حکمرانوں کے لئے راہنمائی کا بڑا ذریعہ ہے۔

حواشی وحوالہ جات

([1]) سورۃ النصر ۱۱۰: ۱-۳

([2]) عبد الشافی محمد عبد اللطیف، السیرۃ النبویۃ والتاریخ الاسلامی: ۹۲، دار السلام، قاہرہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۸ء

(3) إسماعيل بن حماد الجوهري، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية ۲:۵۵۳،دار العلم للملايين — بيروت،۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

(4) ابو الحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ المرسی ،المحکم والمحیط الاعظم۹:۴۴۰،دار الكتب العلمیۃ - بیروت، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

(5) سورۃ مریم۱۹:۸۵

(6) ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تفسیر طبری۱۸:۲۵۵،ذیل سورۃ مریم۱۹:۸۵،مؤسسۃ الرسالۃ،۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

(7) ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی، سنن الصغریٰ،کتاب مناسک الحج(۲۳)، باب فضل الحج(۴)،ح:۲۶۲۵، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ۔ حلب،۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء[محقق البانی نے اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے] اس حدیث میں یہ تینوں اشخاص یا اجناس یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی سربلندی کے لیے بھیجے گئے وفد ہیں۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ۵:۱۷۵۵)اور یا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والے معزز مہمان ہیں جو بھی مانگیں گے اُن کو دیا جائے گا۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر۲:۴۸۲)

(8)ابو سعید خالد بن سعید بن العاص بن امیہ القرشی الاموی۔ صحابی ہیں۔اولین مسلمانوں اور کاتبین وحی میں سے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے آپ کو یمن کا عامل مقرر کیا۔۱۴ھ کو شہید ہوئے۔(ابو عمر یوسف بن عبد اللہ القرطبیؒ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،۲:۴۲۱،دار الجبل۔بیروت،۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء)

(9) احمد احمد غلوش،السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العھد المدنی :۶۶۰،مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع،۱۴۲۴ھ /۲۰۰۴ء

(10) نفس مصدر:۶۶۰

(11) عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی،المنتظم في تاريخ الأمم والملوک۴:۳،دار الكتب العلمیۃ۔ بیروت ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

(12)محمد یوسف بن محمد الیاس، حیاۃ الصحابۃ، ۳:۵۳۳،مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع،بیروت،لبنان، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء

(13)المنتظم فی تاریخ الامم والملوک،۳:۳۵۳

(14)ابو عبد اللہ محمد بن سعد،الطبقات الکبریٰ:۲۲۷،دار الکتب العلمیۃ۔بیروت،۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

(15)نفس مصدر:۲۶۸

(16)الطبقات الکبریٰ:۲۴۰

(17) محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب جوائز الوفد، حدیث:۳۰۵۳، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ (تیسری بات جس کی وصیت آپ ﷺ نے فرمائی اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ قرآن کو مضبوطی سے تھامے رہنے کا یا جیش اسامہؓ کی تیاری کا تھا۔)

(18) الطبقات الکبریٰ لابن سعد:۲۵۱

(19) السیرۃ النبویہ والدعوۃ فی العہد المدنی:۶۶۰

(20) محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری تاریخ الرسل والملوک ۳:۱۱۵، دار التراث۔بیروت، ۱۳۸۷ھ

(21) نفس مصدر:۳:۱۱۵

(22) مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح المسلم، باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ، حدیث:۱۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت (س۔ن)

(23) سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، باب فی الرسل، حدیث:۲۷۶۱، المکتبۃ العصریہ، صیدا–بیروت (س۔ن)

(24) ابو جعفر الطحاوی، شرح مشکل الآثار ۷:۳۰۱، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(25) محمد بن ابو بکر ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ۳:۵۴۹، مؤسسۃ الرسالۃ۔بیروت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(26) اسماعیل بن عمر ابن کثیر القرشی الدمشقی، السیرۃ النبویۃ من البدایۃ والنھایۃ ۴:۱۷۸، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت۔لبنان، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۶ء